حکیم نظامی گنجوی کی منظوم افسانہ نگاری کے برصغیر کے ادب پر اثرات: تجزیاتی مطالعہ

محمد سفیر

Abstract:

Nizami Ganjavi (c. 1141–1209) is a great romantic epic poet of Persian language. He was born in Ganja city now in Republic of Azerbaijan. At that time the whole Persian speaking area was part of Seljuk Empire, which existed from 1037 to 1194 A.D. having Iranian city Nishapur as the capital of the empire. Nizami is famous for his poetical work named as *The Khamsa* or *Panj Ganj,* which literally means 'Five Treasures'. It includes five masnavis. Due to his great knowledge in several other fields, he was given the title of Hakim (sage). His *Panj Ganj* became so popular in the literary world that several poets of Indian Subcontinent worte masnavis imitating his style. Persian poets like Amir Khusrau and Nurad-Din Abdur-Rahman Jami and Allama Muhammad Iqbal wrote Persian masnavis. It has also been observed that the Masnavis written in Punjabi like Saif al Malook, Shireen Farhad, Heer Ranjha etc. are also written while copying the style of Nizami's Masnavis. Recenlty, UNESCO celebrated the 880th anniversary of the great Nizami Ganjavi with the support of the Ministry of Culture of the Republic of Azerbaijan at the UNESCO Headquarters, Paris. This celebration emphasized Nizami's contribution to the literature and especially to the heritage of Persian language.

فارسی ادب میں چار شاعروں کو حکیم کا لقب دیا گیا حکیم ابو القاسم فردوسی طوسی، حکیم سنائی، حکیم عمر خیام، اور حکیم نظامی گنجوی۔ نظامی بلاشبہ فارسی منظوم افسانہ نگاری اور داستان سرائی کے اولین شعراء میں سے ایک ہیں، جن کا کام بعد میں غنائی یا عاشقانہ منظوم داستان سرائی میں اس قدر مشہور ہوا کہ دنیا کے دوسرے خطوں کی طرح برصغیر پاک و ہند پر بھی اپنے گہرے اثرات مرتب کئے اور یہاں تک کہ فارسی زبان کے علاوہ اس سرزمین کی علاقائی زبانوں میں بھی ان کی تقلید اور پیروی میں منظوم و منثور داستانیں لکھی گئیں۔ بلاشبہ نظامی کی عاشقانہ داستانوں کا شعری مجموعہ، خمسہ نظامی یا پنج گنج فارسی ادب میں شاہکار ہے، جن میں بلترتیب مخزن الاسرار کی منظوم علمی، تعلیمی اور صوفیانہ نظمین، خسرو و شیرین اور لیلی و مجنون کی عشقیہ داستانیں، اسکندر نامہ اور ہفت پیکر یا اقبال نامہ، جن میں سے ہر ایک داستان اپنی نوعیت میں، بعد کے ادوار میں نظامی کی تقلید کرنے والوں کے لیے مشعل راہ اور سر مشق کی حیثیت رکھتی ہے۔(1)

برصغیر میں نظامی کی تقلید کرنے والوں میں سب سے مشہور شخصیت امیر خسرو دہلوی ہیں، جنہیں اپنے میٹھے انداز و بیان کی بدولت "طوطی ہند" کے لقب سے نوزا گیا ۔ برصغیر میں خسرو دھلوی نظامی کے خمسہ کی تقلید کرنے والے پہلے فارسی شاعروں میں سے ایک تھے۔ اس کے علاوہ دیگر ایرانی مقلدین میں خواجوی کرمانی، نورالدین عبدالرحمن جامی، وحشی بافقی، ہلالی چغتائی، فیضی دکنی اور بلخصوص علامہ محمد اقبال کا نام قابل ذکر ہے۔

نظامی گنجوی نظامی کا نام الیاس، باپ کا نام یوسف بن زکی ہے۔ اس کی ماں کرد قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی۔ ماموں کا نام خواجہ عمر آتا ہے۔ نظامی چھٹی صدی ہجری مین موجودہ آزربائیجان کے شہر گنجہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے آباو اجداد عراقی الاصل تھے۔ نظامی نے ساری عمر گنجہ میں گزاری۔ایک مرتبہ قزل ارسلان (1186-1191) کی خواہش پر اس سے ملاقات کے لیے گئے. وفات نظامی ۵۹۹ اور ۶۰۲ھ کے درمیان واقع ہوئی۔

نظامی علوم عقلی و نقلی میں دسترس رکھتے تھے تصوف و عرفان سے بھی بہرہ ور تھے۔ فارسی، عربی ادبی علوم میں بھی مہارت رکھتے تھے۔نظامی اصول دین کے نقطۂ نظر سے اشاعرہ کے پیرو نظر آتے ہیں نہ کہ معتزلہ کے۔ نظامی برگزیدہ اخلاق کے مالک تھے۔ان کے تمام کلام میں رکیک اور ہجو و ھزل آمیز جملہ سے بھی نہیں ملتا. نظامی نے ساری عمر تقوی ، قناعت

اور عزلت میں گزاری ، درباروں سے تعلق نہیں رکھا اور نہ مدحیہ قصاید لکھے، سلاطین وقت نے خود خواہش کی اور ان کی فرمائش پر مثنویاں لکھیں۔ (2)

بڑے بڑے شعراء نے فن شعر اور داستان سرائی میں نظامی کی فضیلت کا اعتراف کیاہے۔نظامی نے خوداپنے متعلق کہا ہے۔

منم سرو پیرای باغ سخن به خدمت کمر بسته چو سرو بن

سخن چون گرفت استقامت به من اقامت کند تا قیامت به من(3)

امیر خسرو دہلوی نظامی کے کلام کی پختگی، شیرینی بیان، روانی کلمات اور تخیل اشعار کے متعلق فرماتے ہیں :

نظم نظامی به لطافت چو دُر وز در او سرسر بسر آفاق پُر

پخته ازو شد چو معانی تمام خام بود پختن سودای خام

سحر و روانی که درو دیده اند خاموشی خویش پسندیده اند

مثنوی او راست ثنایی بگو بشنوش از دور و دعایی بگو(4)

حافظ شیرازی استاد غزل بھی نظامی کے کلام سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ اپنے دیوان میں نظامی کے متعلق فرماتے ہیں:

چو سلک در خوشابست شعر نغز تو حافظ که گاه لطف سبق می برد ز نظم نظامی(5)

خمسہ نظامی یا پنج گنج نظامی کی منظوم داستانوں کا مجموعہ ہے جس مین بالترتیب: مخزن الاسرار، خسرو شیرین، لیلی و مجنون، ہفت پیکر اور سکندر نامہ شامل ہیں۔خمسہ نظامی میں شاعری کے اعلی پائے کا جوہر بخوبی دیکھا جاسکتاہے۔ فنی اور ہنری جدّیت کے ساتھ ساتھ جدید عصری علوم و معارف سے استفادہ کیا گیا ہے،اس لیے نظامی کا کام ہر لحاظ سے مطالعہ اور شرح و تفسیر کے لائق ہے۔ یہ وضاحتیں صرف عام ادبی موضوعات تک ہی محدود نہیں ہیں، بلکہ ان کی زیادہ تر نظموں، میں نئے ادبی نظریات اور لسانیات پر مبنی جدید تشریحات،اورافسانوی اور ہر مینیو ٹکس نظریات بھی شامل ہیں۔

ادبی نقادوں کے مطابق برصغیر کے علاوہ پوری دنیا میں خمسہ نظامی کی پیروی میں لکھی گئی مثنویوں اور تراجم کو بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔ اس وقت لیلی مجنوں کے روسی، انگریزی، آرمینیائی، جرمن اور فرانسیسی میں ترجمے موجود ہیں۔اس کے علاوہ نظامی کی دیگر تصانیف کا انگریزی، جرمن اور فرانسیسی

زبانوں میں تراجم شائع کیا گئے ہیں۔ انگلستان میں اٹھارویں صدی کے مشہور ایرانی ماہرین سر ولیم جونز نے خمسہ نظامی کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ جیمز اٹکنسن (James Atkinson) نے 1894 میں لیلی اور مجنون کا ترجمہ The love of Laili and Majnun کے عنوان سے شائع کیا۔ ھینری ولبر فورس کلارک(Henry wilberforce clarke) نے اسکندرنامہ کے پہلے حصے کا منثور ترجمہ کیا، اور اسے 1881 میں کیمبرج یونیورسٹی میں فارسی زبان کے طلباء کے پڑھنے کے لیے پیش کیا۔ ، رابنسن کروز (Robinson Crusoe) جو فارسی زبان اور ادب کے دلدادہ تھے،نے1873 میں نظامی کے شرح احوال کو، جسے ولیم باکر نے جرمن میں ترجمہ کیارابنسن نےاسے جرمن سے انگریزی میں ترجمہ کیا۔ 1889 میں، الیگزینڈر راجرز اور رابرٹ گریفتھ نے خسرو اور شیرین کی داستان کا "In Persian's Golden Days" کے عنوان سے نثر میں ترجمہ کیا اور اسے ناصر الدین شاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ رابرٹ لارنس بنیون (Robert Laurence Binyon) انگلستان میں نظامی کی شاعری کے مخطوطہ کی شرح کی اور قبل ازآن انھوں نے فردوسی کے شاہنامہ پر بھی تحقیق کی اور شاہنامہ کا تعارف بھی لکھا۔آکسفورڈ یونیورسٹی کی پروفیسر جولی سکاٹ میسمی نے ہفت پیکر نظامی کا ترجمہ کیا۔روسی ایران شناس، ویلمیر خلبینکوف(Vilimir Khlebnikov)نے نظامی کی تقلید میں لیلی و مجنون کتاب لکھی۔ فریڈرک روکورٹ (Friedrich Rucket)وہ ایک شاندار جرمن شاعر تھے جنھوں نے فردوسی، سعدی، حافظ اور رومی کی کئی نظموں کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا۔1823 میں سکندر نامہ کا خلاصہ شائع کیا۔جوہان کرسٹوف برگ، (Hans Christoph Berg) برن یونیورسٹی کے پروفیسر نظامی کی مکمل کتابوں کا جرمن زبان میں ترجمہ کرنے والا پہلا شخص ہے۔اس نے نظامی کے متعلق ایرانیکا میں بھی لکھا۔ (6)

خمسہ نظامی نے جہاں دیگر زبانوں کو متاثر کیاوہاں برصغیر کے فارسی اور پنجابی ادب پر بھی گہرے اثرت مرتب کیے۔ برصغیر کے فارسی گو شعراء ازجملہ : امیر خسرو دہلوی اور علامہ اقبال کے علاوہ پنجابی عشقیہ داستانیں بھی خمسہ نظامی کے زیر اثر لکھی گئیں۔ دنیا بھر میں بالعموم اور برصغیر کے صوفی حلقوں میں بالخصوص نظامی کی نظمیں بہت عقیدت و محبت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ برصغیر کے بادشاہوں نے بھی

نظامی کی شاعری کو خوب سراہا ہے۔ برصغیر میں تیموری بادشاہت کے بانی ظہیر الدین بابر نے اپنی کتاب تزک میں نظامی کے ایک شعر کو نقل کیا ہے:

چو بد کردی مباش ایمن ز آفات   کہ واجب شد طبیعت را مکافات(7)

خمسہ نظامی کا خلاصہ اور برصغیر میں فارسی اور پنجابی ادب میں ان کی تقلید میں لکھی گئی داستانوں کا تذکرہ۔

1- مخزن الاسرار

اس مثنوی کے ابیات کی کل تعداد ۲۲۶۰ ہے اور بحر سریع مطوی موقوف (مفتعلن مفتعلن فاعلان) میں لکھی گئی ہے۔ اس کی تاریخ تألیف ۵۷۰ ہجری ہے اور ملک فخرالدین بہرام شاہ بادشاہ ارزنجان کے نام سے منسوب ہوئی، جس نے پانچ ہزار دینار اور پانچ عمدہ خچر انعام میں دیئے۔مشمولات : ستایش باری تعالی ، نعت رسول ،معراجنامہ ، مدح فخرالدین بھرامشاہ، تألیف کتاب، فضیلت سخن و سخنور، باز جستن دل۔اس کو دو خلوتوں میں تقسیم کیا ہے: خلوت اول میں پھولوں کی تعریف کرکے عالم روحانی میں دل تلاش کرتے ہیں۔خلوت دوم میں دل کی بازیابی گویا شب تاریک میں آب حیات پانا ہے۔ ان کے علاوہ اس میں بیس مقامات اور بیس کہانیاں بیان کی گئی ہیں۔ یہ کتاب گنجینہ نصائح و اخلاق اور تہذیب و تربیت کیلئے تحفہ ہے۔(8)

ڈاکٹر انجم حمید معروف نظامی شناس پاکستان نے اپنی کتاب میں برصغیر میں فارسی زبان میں لکھی گئی مختلف مثنویات کا ذکر کیا ہے جو مخزن الاسرار کی پیروی میں لکھی گئیں:

- مطلع الانوار خسرو دھلوی
- خمسہ ھاشمی،(مثنوی انظار و لیلی مجنون)
- خمسہ غزالی، مثنوی نقش بدیع، مثنوی مشہد انوار، مثنوی قدرت آثار، مثنوی مرآت الصفا
- صرفی، مثنوی مسلک الخیار
- عرفی، مثنوی مجمع الابکار
- خمسہ فیضی، مرکز ادوار، سلیمان و بلقیس، نل و دمن، ھفت کشور، اکبر نامہ

- زاھد بدیوانی، مثنوی زاھد
- میرزااسداللہ خان غالب نے بھی مخزن الاسرار کی تقلید مین 3 مثنویات لکھیں:

مثنوی درد وداغ، مثنوی رنگ وبوی، مثنوی غالب (بدون عنوان)

اس کے علاوہ 60 شاعروں کاذکر کیاہے جنھوں نے برصغیر میں نظامی کی تقلید میں فارسی خمسہ اور مثنویات لکھیں۔(9)

2- خسرو و شیریں

اس مثنوی میں کل ۶۵۰۰ - ۷۷۰۰ بیت ہیں۔ یہ مثنوی بحر ھزج مسدس مقصور اور وزن مفاعیلن مفاعیلن فعول میں کہی گئی ہے۔اور ۵۷۶ سے ۵۸۷ ہجری کو مکمل ہوئی۔معمول کے مطابق شروع میں توحید باری تعالی، نعت رسول ، سبب تألیف ، مدح ممدوحین ہے۔ اس میں تین سلجوقی بادشاہوں کی تعریف کی ہے۔

1- طغرل بن ارسلان بادشاہ سلجوق ، عراق و ہمدان کا حکمران تھا انتظام سلطنت کیلئے اس کے معاون دو چچا تھے۔

2- اتابک شمس الدین محمد ایلدگز . ملقب بہ جہان پہلوان (۵۶۸ -۵۸۲/۵۸۱ ہجری)۔

3- اتابک قزل ارسلان بن ایلدگز حکمران آذربائیجان(۱۸۱۱- ۵۸۷ ہجری) ۔

یہ مثنوی آخر قزل ارسلان کے نام منسوب ہوئی۔نظامی بادشاہ کی دعوت پر دربار میں حاضر ہوئے۔بادشاہ نے پہلو میں جگہ دی اور انعام کے طور پر گاؤں حمدونیاں بطور وسیلہ معاش عطا کیا۔ مدح کے آخر میں قزل ارسلان کے بیٹے اتابک نصرۃ الدین ابوبکر محمد (۶۰۷-۵۸۷) کی تعریف کی ہے۔اس سے ظاہر ہے کہ یہ مثنوی مکمل ہوئی۔مدح کے بعد عشق اور سخن پر بحث کی ہے۔عشق کے متعلق کہا ہے :

کسی کز عشق شد خالی مردہ است گرش صد جان بود بی عشق مردہ است

اصل قصہ خسرو پرویز اور شیریں کی والہانہ محبت ہے۔کوہ ارمنستان میں خسرو اور شیرین ایک دوسرے کی تصویر دیکھ کر فریفتہ ہوجاتے ہیں۔خسرو اپنے ندیم شاپور ایک

دوسرے کے ذریعے نامہ و پیام بھیجتا ہے اور شیریں محل میں آجاتی ہے۔ نظامی نے شریں کا کردار اجاگر کرنے کیلئے بہت سی مجالس عیش و نشاط اور خلوت و زفاف آراستہ کی ہیں اور راز و نیاز کی باتیں قلمبند کی ہیں۔ خسرو اور ملکہ ایران مریم کی وفات پر خسرو کا بیٹا شیرویہ الزام لگاتاہے کہ شیریں نے خود ملکہ عظمی بننے کیلئے مریم کو زہر دے کر ہلاک کیا ہے۔ شیرویہ خود اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ شیریں نے درخواست کی کہ پہلے اسے دخمہ خسرو کو دیکھنے کی اجازت دی جائے۔ شیریں نے خسرو کے رخسار پر رخسار رکھ کر زہر کھا لیا اور وہیں جان دے دی اور وفاداری کا حق ادا کر دیا۔ ضمنا فرہاد اور شیریں کی داستان محبت کا بھی ذکر ہے ، فرہاد معمار اور مہندس تھا۔ اس نے چراگاہ سے سرپوش نہر بنا کر قصر شیریں تک دودھ پہنچانے کا ذریعہ مہیا کیا۔ وہ کوہ بیستون میں حجاری اور کندہ کاری میں مصروف تھا کہ شیریں کی جھوٹی خبر مرگ پر تیشہ مار کر خود کشی کرلی۔ خسرو پرویز کے دربار میں رسول اکرم (ص) کے دعوت اسلام کے پیام لانے کا بھی بیان ہے۔ شیریں نے خسرو کو اسلام قبول کرنے کا مشورہ دیا۔ یہ مثنوی نظامی کی بہترین عشقیہ مثنوی شمار ہوتی ہے۔(10)

پنجابی ادب بھی نظامی کی داستان سرائی سے مبرا نہیں ہے کیونکہ فارسی اور پنجابی زبانوں کا رشتہ ہزاروں سال پرانا ہے اور دونوں زبانیں آریائی زبانیں ہیں۔ پنجابی زبان فارسی سے کئی ہزار الفاظ اور اصطلاحات مستعار لیتی ہے اور قدیم تاریخ میں بھی فارسی زبان نے پنجابی کے بہت سے الفاظ جذب کیے ہیں۔ فارسی ادب بلخصوص نظموں، قصوں اور کہانیوں نے بھی پنجابی ادب کو بھی متاثر ہے۔ شاہد چوہدری کہتے ہیں:

> " دیوان نظامی اور خمسہ نظامی گنجوی برصغیر کے دینی مدارس میں پڑھایاجاتاتھا اور اس کے علاوہ شاعر، ادیب اور فارسی سے شغف رکھنے والے افراد بھی دیوان اور خمسہ نظامی کو پڑھتے اور زبانی یاد کرتے تھے۔ اس طرح یہ داستانیں پنجابی زبان میں ترجمہ ہوئیں اور پنجابی زبان مین پڑھی اور لکھی جانے لگیں۔ کیونکہ جو لوگ فارسی نہیں جانتے تھے انھوں نے ان داستانوں کو اصل زبان میں نہیں پڑھا بلکہ پنجابی میں ہی پڑھا تھا لہذا وقت گزرنے کے ساتھ

ساتھ ان کے نام بھی تبدیل ہوگئے جیسے: خسرو شیرین کی جگہ شیریں فرہاد نے لے لی۔ جن شعرا نے اس کو پنجابی میں منظوم کیا ہے مندرجہ ذیل ہے سید ہاشم شاہ، احمد یار پنجابی، محمد بوٹا گجراتی، میاں محمد بخش، کشن سنگھ عارف، دائم اقبال دائم، نزیر احمد، قادر بخش وغیرہ۔(11)

3۔لیلی و مجنون

لیلیٰ و مجنوں کی عشقیہ داستان پر مبنی ہے۔بحر ھزج مسدس اخرب مقبوض/مفعول مفاعلن فعولن میں لکھی گئی۔ یہ مثنوي تقریبا ۵۱۰۰ بیت پر مشتمل ہے اور چار مہینوں میں مکمل ہوئی۔سال تالیف ۵۸۴ ہجری ہے۔ شروانشاہ اخستان بن منوچھر حاکم شروان کی فرمائش پر لکھی گئی۔ قصہ لیلیٰ و مجنوں کے متعلق خیال ہے کہ یہ واقعی نہیں بلکہ خیالی ہے،لیکن لیلیٰ و مجنوں کے اب وجد اور قبیلوں کے نام بھی دیئے ہیں۔مجنوں یعنی قیس بن ملوح بن مزاحم۔لیلی دختر سعد بن محمد بن ربیعہ، دونوں بچپن میں اکٹھے پڑھتے اور کھیلتے رہے۔اور ایک دوسرے سے پیار کرتے رہے۔ جوان ہوئے تو لیلی پردے میں چلی گئی۔قیس ہجر میں وارستہ و شیدا ہوگیا۔ قبائل کی باہم دشمنی کی وجہ سے شادی ممکن نہ ہو سکی۔قیس نے غم و اندوہ میں جان دے دی۔(12)

لیلیٰ مجنوں کی داستان عربی زبان کی داستان ہے لیکن نظامی نے سب سے پہلے اس داستان کو فارسی اور بعد میں باقی شعراء نے نظامی کی پیروی میں فارسی زبان میں یہ داستان لکھی اور پنجابی شعراءنے بھی نظامی کی ٹقلید مین لیلی مجنون کی داستان لکھی۔ وہ شاعر جنھوں نے اس داستان کو پنجابی زبان میں لکھاہے ان کے نام یہ ہیں: سید ہاشم شاہ، قادر بخش وزیر آبادی، احمد یار پنجابی، دائم اقبال دائم، سید ہاشم شاہ شیخپوری، طالب چشتی، عالم لاہوری، قاصر، محمد صادق، منظور احمد بٹ، مولوی فضل حق، عبدالمجید مجید، منشی لاہوری۔ (13)

۴۔ ہفت گنبد یا ہفت پیکر

یہ مثنوی بحر خفیف مخبون مقصور (فاعلاتن مفاعلن فعلان) میں ہے۔ کل۵۶۰۰/۵۱۳۶ بیت۔سال اختتام 593 ہجری علاء الدین کرپ ارسلان حاکم مراغہ کی

فرمائش پر منظوم کی۔ مشمولات: حمد و ستایش باری تعالی، نعت رسول، مدح کرپ ارسلان، در مدح سخن و نصیحت بہ فرزند، مثنوی کا خاکہ یہ ہے کہ بہرام گور بادشاہ ساسانی نے سات محل یا سات گنبد بنوائے تھے۔ جن میں سات ملکوں کی شاہزادیاں رہتی تھی۔ وہ ہر روز ایک کے ساتھ ایک محل میں جاتا اور شاہزادی اپنی داستان سناتی۔ سات ستاروں کی مناسبت محل تعمیر کرائے۔ اور انہی کی مناسبت سے سات رنگوں سے سجائے۔دقیق مطالب، اشارات فلسفی اور مجالس عیش و سرور کے وصفیہ بیانات کی وجہ سے یہ مثنوی درجہ اول کی مثنوی شمار ہوتی ہے۔ حکیمانہ افکار کے چند نمونے یہ ہیں۔ستارے انسان کی خوش بختی و بد بختی پر اثر انداز نہیں ہوتے۔آفرینش آدم کھانے پینے کیلئے نہیں بلکہ علم حاصل کرنے اور سمجھنے کیلئے ہے۔انسان کو چاہیے کہ بلند فکر ہو۔(14)

پنجابی میں یہ داستان قصہ شاہ بہرام کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن اس داستان میں شعراء کے درمیان کافی اختلافات پائے جاتے ہیں۔ جن شعراء نے پنجابی میں یہ داستان لکھی ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں: امام بخش، گوپال سینگ گوپال، سید حشمت شاہ، عمر دین، ایوب شاہ.(15)

5- اسکندر نامہ کے دو حصے ہیں. 1- شرفنامہ ۲- اقبالنامہ / خردنامہ

دونوں حصے اتابک اعظم ملک نصرۃ الدین ابوبکر سلجوقی فرزند اتابک محمد جھان پہلوان کے نام منسوب ہیں۔اقبالنامہ میں ملک عزالدین مسعود بن ملک نصرۃ الدین سلجوقی کی بھی تعریف کی ہے۔پہلے کو سکندرنامہ بری اور دوسرے کو سکندر نامہ بحری بھی کہتے ہیں کیونکہ ایک میں خشکی اور دوسرے میں سمندر کے سفروں کا ذکر ہے۔ شرفنامہ میں سکندر مقدونی کی فتوحات کا ذکر ہے۔ اقبال نامہ میں اسکندر کو سکندر ذوالقرنین کے مثل قرار دے کر چین تک پہنچنے، دیوار چین بنانے اور ظلمات میں آب حیات حاصل کرنے کے واقعات کا ذکر ہے۔ سکندرنامہ میں فلاسفہ یونان، سقراط افلاطون، ارسطو، بلیناس کے عقائد بیان کیے ہیں اور خردنامہ سقراط، خردنامہ ارسطو اور خردنامہ افلاطون منظوم کیا ہے۔ حکیمانہ نصائح کے علاوہ آفرینش جھان، روح، خودشناسی، خداشناسی، ماہیت خواب، اور چشم بد جیسے علمی اور فلسفانہ موضوعات پر بحث

کی گئی ہے۔ پند و نصائح کے اعتبار سے نظامی کی اپنی نگاہ میں سکندر نامہ گراں بہا مثنوی ہے۔ (17)(ایرانی ادب، ص96)

پنجابی زبان کے عظیم شاعر میاں محمد بخش نے اپنی شاہکار کتاب سیف الملوک بھی نظامی کی پیروی میں لکھی۔ داستان کے شروع میں نظامی کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور نظامی کی مثنوی اسکندر نامہ کے شعر سے اپنی مثنوی کا آغاز کرتے ہیں :"بتدائے قصہ سیف الملوک و بدیع الجمال و آغاز داستان بادشاہ عاصم بن صفوان تمام قصہ در تفسیر این بیت مولوی نظامی قدس اللہ تعالے سرہ"(18)

چنین زد مثل شاہ گویندگان　　　که یابندگانند جویندگان(19)

باسم پاک حضرت پیر شاہے　　　گراں نامہ شروع اوہنبا ہے

پیر میڑا اوہ دمری والا پیرا شاہ قلندر　　　ہر مشکل وچہ مدد کرداوہاں تھاناں اندر(20)

اس کے علاوہ اسکندر نامہ گلزار اسکندری کے نام سے لکھی گئی۔ یہ کتاب مولوی مسلم نے لکھی اور 95صفات پر مشتمل ہے۔

پنجابی عشقیہ لوک داستانیں نظامی کی ان مثنویات کی پیروی میں لکھی گئیں کیونکہ پنجابی کی ہر داستان بحور کے اعتبار سے فارسی کے بحر میں لکھی گئی ہیں اور اکثر و بیشتر داستانوں کے موضوعات بھی فارسی زبان میں لکھے ہوئے ہیں اور پنجابی کی یہ مشہور داستانیں فارسی اور پنجابی دونوں زبانوں میں موجود ہیں۔ مولوی محمد شفیع لکھتے ہیں:

> "قصہ ہیر ورانجھا کو یوں تو ہر شخص جانتا ہی مگر شاید یہ بات عام طور پر معلوم نہ ہو کہ فارسی نثر و نظم میں یہ قصہ کئی بار لکھا جا چکا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بارہویں صدی ہجری میں پنجاب میں خصوصاً اور ہندوستان مین عموماً اس قصے کو بہت ہر دلعزیزی حاصل ہو گئی تھی۔ منثور فارسی قصوں میں سب سے پہلا قصہ ہیر ورانجھا گورداس مہتری نے لکھا. بعد ازاں منسارام خوشابی نے (1744)میں اور عبرتی عظیم آبادی نے 1836میں قصہ ہیر رانجھا کو لکھا۔"(21)

لیکن نثر کی نسبت نظم اس قصے کے لیے زیادہ موزوں تھی لہذا کئی شعراء نے اس قصے کو منظوم بھی پیش کیا جن میں بعض کا ذکر درج ذیل ہے:

1- فقیر اللہ آفرین لاہوری متوفی(1154ھ)76صفحات پر مشتمل منظوم قصہ ہیر وورانجھا لکھا:

بنام چمن ساز ناز و نیاز   کہ خار نیازش بود سور ناز
گلستان کن صبح و شامم توپی   چمن ساز عیش مدام توپی(22)

2-میر قمر منّت متوفی(1794)منظوم قصہ ہیر وورانجھا لکھا:

پی این نامہ خوش سال اتمام   چنین در قطعہ کردند الھام
سال تاریخ این کتاب شگرف   خواست منت ز عقل با تدبیر
خروش از سر بدیعہ بگفت   قصہ عشق ھیر رانجھن گیر (23)

اسی طرح پنجاب کی بعض عشقیہ داستانیں پہلے فارسی میں لکھی گئیں بعد میں پنجابی زبان میں جیسے: سوہنی مہینوال صالح نامی شاعر نے 1841ء میں فارسی میں لکھی۔ داستان سسی پنوں کو منشی جودت پرکاش نے 1136ھ میں دستور عشق کے نام سے فارسی میں لکھی۔ ہیر رانجھا کئی مصنفین اور شعراء نے منثور و منظوم صورت میں لکھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب یہ قصے پنجابی زبان میں لکھے گئے یا پنجابی زبان میں ان کے تراجم ہوئے تو ان داستانوں کے فارسی زبان میں مرقوم عناوین باقی رہ گئے اسی لیے تمام پنجابی داستانوں کے فارسی عناوین آج بھی موجود ہیں۔(24)

اس کے علاوہ برصغیر میں فارسی کے بڑے شاعر امیر خسرو دھلوی جن کو طوطی ہند کے نام سے یاد کیا جاتا ہے نظامی کی تقلید میں خمسہ لکھا:

1- مثنوی مطلع الانوار، مخزن الاسرار کی پیروی 698ہجری میں مکمل کی۔
2- مثنوی شیرین خسرو، خسرو شیرین کی پیروی میں 698ہجری میں مکمل کی۔
3- مثنوی مجنون ولیلی، 698ہجری میں مکمل کی۔
4- مثنوی آیینہ سکندری، اسکندرنامہ کی پیروی میں 699ہجری میں مکمل کی۔
5- مثنوی ہشت بہشت، ھفت پیکر کی پیروی میں 701ہجری میں مکمل کی۔ (25)

علامہ اقبال نے بھی نظامی کی تقلید میں کچھ اشعار کہے ہیں۔ ایرانی اقبال شناس حکیمہ دستر نجی کے مطابق، علامہ اقبال پر نظامی کا اثر دو طرح کا ہے۔

1- نظامی کی مثنویات کے بیانیہ عناصر کا تمثیلی استعمال۔
2. نظامی کی پیروی میں غزلیات کا لکھنا۔

علامہ اقبال اپنی شاعری میں خسرو پرویز، شیریں اور فرہاد، لیلی اور مجنون، اسکندر، دارا اور خضر جیسے کرداروں کو اپنے سماجی خیالات اور مغربی استعمار کے خلاف جدوجہد کے اظہار کے لیے استعمال کرتے ہیں، مثال کے طور پر، شیریں بہکاوے اور مغربی تہذیب کی دھوکہ دہی کی علامت ہے، اور خسرو پرویز بادشاہت اور آمریت کی علامت ہے۔(26) اقبال نے نظامی کی تقلید میں کچھ اشعار بھی کہے ہیں۔

نظامی:

صبح دمی چو از رخت برفکن کلاله را　　چشم و رخت خجل کند نرگس مست لاله را
کز ز جمال چهره ات عکس فتد به جام می　　مستی چشم مست تو مست کند پیاله را
پیر شدم ز هجر تو، گفت لبت ه غم مخور　　بوسه دهم، جوان کنم پیر هزار ساله را
بنده نظامی آن تو، بنده بندگان تو　　قاضی عاشقان تو سجل کند قباله را(27)

اقبال زبور عجم میں فرماتے ہیں:

ای که زمن فزوده ای، گرمی آه و ناله را　　زنده کن از صدای من، خاک هزار ساله را
با دل ما چها کنی تو که به باده حیات　　مستی شوق می دهی آب و گلِ پیاله را
غنچۃ دلِ گرفته را، از نفسم گره گشای　　تازه کن از نسیم من، داغ درون لاله را
می گذرد خیال من از مه و مهر و مشتری　　تو به کمین، چه خفته ای صید کن این غزاله را
خواجۃ من نِگاه دار آبروی گدای خویش　　آنکه ز جوی دیگران پر نکند پیاله را(28)

ایک اور جگہ نظامی فرماتے ہیں:

نیست گشاده چشم من جز به جمال روی تو　　بستۃ غم نشد دلم جز به شکنج موی تو
پیش من آی ساعتی، با تو مگر دمی زنم　　زانکه به لب رسیده شد جانم از ارزوی تو
هست خمار چشم تو، خفته چراست بخت من　　زهر غمست خورد من، تلخ چراست خوی تو(29)

اقبال پھر زبور عجم میں نظامی کی پیروی میں فرماتے ہیں:

سوز و گداز زندگی لذت جستجوی تو　　راه چو مار می گزد گر نروم به سوی تو
سینه گشاده جبرئیل از بر عاشقان گذشت　　تا شرری به او فتد ز آتش آرزوی تو
هم به هوای جلوه یی پاره کنم حجاب را　　هم به نگاه نارسا پرده کشم بروی تو
من به تلاش تو روم یا به تلاش خود روم　　عقل و دل نظر همه گم شدگان کوی تو (30)

نظامی:

جوانی برسر کو چست دریاب این جوانی را　　که شهری باز کی بیند غریب کاروانی را؟
خمیده پشت از آن گشتند پیران جهان دیده　　که اندر خاک می جویند دوران جوانی را
زنقد و نسیهٔ عالم همین عمر است سرمایه　　حقش بگذار در طاعت، بیاموزش معانی را (31)

اقبال فرماتے ہیں:

در این صحرا گذر افتاد شاید کاروانی را　　پس از مدت شنیدم نغمه های ساربانی را
اگر یک یوسف از زندان فرعونی برون آید　　به غارت می توان دادن متاع کاروانی را

(32)

اقبال نے بھی نظامی کی طرح اپنے بیٹے کو خطاب کرتے ہوئے بہت سبق آموز نظمیں لکھیں جو درحقیقت اپنے ملک و قوم کے تمام نوجوانوں کے لیے نصیحت ہے۔ نظامی اپنے چودہ سالہ بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اب کھیل کود اور غفلت کا زمانہ نہیں رہا تم بڑے ہو گئے ہو تمھیں علم حاصل کر کے ملک و قوم کی خدمت کرنی ہے:

ای چارده ساله قرة العین　　بالغ نظر علوم کونین
آن روز که هفت ساله بودی　　چون گل به چمن حواله بودی
و اکنون که به چارده رسیدی　　چون سرو بر اوج سرکشیدی
غافل منشین نه وقت بازیست　　وقت هنر است و سرفرازیست (33)

اقبال جاوید نامہ میں اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہیں:

دیار عشق میں اپنا مقام پیدا کر — نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر
خدا اگر دل فطرت شناس دے تجھ کو — سکوت لالہ و گل سے کلام پیدا کر
اٹھا نہ شیشہ گران فرنگ کے احساں — سفال ہند سے مینا و جام پیدا کر
میں شاخ تاک ہوں میری غزل ہے میرا ثمر — مرے ثمر سے مے لالہ فام پیدا کر
مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے — خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر(34)

نظامی ہمہ گیر شخصیت ہیں جس نے اپنے فن کی قدرت سے نہ صرف شرق بلکہ غرب کی شاعری کو متاثر کیا بڑے بڑے شعرا نے نظامی کی نہ صرف پیروی کی بلکہ ان کے کام کو مشعل راہ بنایا اور ان کی تقلید میں گران بہا اردو، پنجابی، انگریزی، روسی، ترکی، فرانسیسی اور دیگر زبانوں ادب تخلیق کر کے نظامی کو خراج تحسین پیش کیا. در حقیقت نظامی اور اقبال جیسے شعراء کسی ایک خطے اور مخصوص سر زمین سے منسوب نہیں کیے جا سکتے بلکہ ان عظیم ہستیوں کو عالمی زبانوں میں پڑھا اور سراہا جاتا ہے۔

حواشی:

1۔ یاحقی، محمد جعفر (1389) کلیات تاریخ ادبیات فارسی، ناشر شورای گسترش زبان و ادبیات فارسی، تہران ص106
2۔ احمد، ظہورالدین (1996) ایرانی ادب، ناشر مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ص92
3۔ نظامی (1330) کلیات دیوان حکیم نظامی گنجہ ای، تصحیح وحید دستگردی، انتشارات، امیر کبیر، تہران، ص859
4۔ دھلوی، امیر خسرو، دیوان اشعار، مثنویات،
https://ganjoor.net/khosro/gozide/masnaviatkh/sh11

5۔ حافظ، خواجہ شمس الدین محمد (1384ھ ش) دیوان حافظ، ترجمہ ہنری ویلبر فورس کلارک و فرزاد اقشین، انتشارات کتاب آبان، تہران۔

6۔ دھقی، محمود جعفری، حکیم نظامی گنجہ ای وایران شناسان،
https://www.cgie.org.ir/fa/news/261965

7۔ بابر، ظہیر الدین محمد (1308) توزک بابری، ترجمہ فارسی از خانخانان بیرام خان، بمبی، ص17

8۔ احمد، ظہورالدین (1996) ایرانی ادب ، ص93

9۔ انجم، حمید (2011) مخزن الاسرار نظامی گنجوی واستقبال از آن در شبہ قارہ وایران، مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، اسلام آباد، ص103

10۔ احمد، ظہورالدین، (1996) ایرانی ادب، ص94

11۔ چوہدری، شاہد (1371ھ ش) تاثیر ونفوذ نظامی گنجوی در زبان وادبیات پنجابی، پرتال جامع علوم انسانی، شمارہ نمبر 10، پژوھشگاہ علوم انسانی ومطالعات فرھنگی، دانشگاہ تہران، ص68

12۔ احمد، ظہورالدین (1996) ایرانی ادب، ص95

13۔ چوہدری، شاہد (1371ھ ش) تاثیر ونفوذ نظامی گنجوی در زبان وادبیات پنجابی، ص72

14۔ احمد، ظہورالدین (1996) ایرانی ادب، ص 96

15۔ چوہدری، شاہد (1371ھ ش) تاثیر ونفوذ نظامی گنجوی در زبان وادبیات پنجابی، ص78

16۔ احمد، ظہورالدین (1996) ایرانی ادب، ص96

17۔ ایضاً

18۔ بخش، میاں محمد ، سیف الملوک، ص82

19۔ نظامی، کلیات دیوان حکیم نظامی گنجہ ای، ص877

20۔ بخش، میاں محمد، سیف الملوک، ص82

21۔ احمد ربانی، مقالات مولوی محمد شفیع، مجلس ترقی ادب، لاہور، 1972ء، ص387-389

22۔ ایضاً، ص 389

23۔ ایضاً، ص389

24۔ چوہدری، شاہد (1371ھ ش) تاثیر و نفوذ نظامی گنجوی در زبان و ادبیات پنجابی، ص80

25۔ دھلوی، امیر خسرو (1361ھ ش) دیوان کامل امیر خسرو دھلوی، بکوشش، م درویش،

26۔ سازمان انتشارات جاودان، ص8

27۔ دستر نجی، حکیمہ (2015) بررسی و تحلیل محتوایی—تاریخی سیر اقبال شناسی در ایران، پایان نامہ

28۔ دکتری، دانشگاہ نمل اسلام آباد، ص 23

29۔ نظامی، دیوان قصاید و غزلیات نظامی گنجوی، بکوشش، سعید نفیسی، انتشار کتاب فروشی فروغی، ص262

30۔ علامہ محمد اقبال، (1389) کلیات اشعار مولانا اقبال لاہوری، زبور عجم، تصحیح و مقدمہ، احمد سروش، انتشارات سنائی، تہران، ص194

31۔ نظامی، دیوان قصاید و غزلیات نظامی گنجوی، ص323

32۔ علامہ محمد اقبال، کلیات اشعار مولانا اقبال لاھوری، زبور عجم، ص200

33۔ نظامی، دیوان قصاید و غزلیات نظامی گنجوی، ص263

34۔ علامہ محمد اقبال، کلیات اشعار مولانا اقبال لاہوری، زبور عجم، ص229

نظامی، کلیات دیوان حکیم نظامی گنجہ ای، ص455

علامہ محمد اقبال، (2018) کلیات اقبال اردو، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور۔